Written/Composed by: - **SHAHZAD IFTIKHAR** Contact # **0313-5665666**
Website: **www.downloadclassnotes.com** , E-mail: **raoshahzadiftikhar@gmail.com**

EDUCATION NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

باب 1

تعلیم (Education)

سوال: ماہرین تعلیم کی تعریف کی روشنی میں تعلیم کا مفہوم بیان کیجیے نیز تعلیم کے وظائف قلمبند کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2008ء)

تعلیم کا مفہوم بیان کیجیے اور عمل تعلیم میں معلّم کے کردار پر روشنی ڈالیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2010ء)

جواب

تعلیم کے لغوی معنی و مفہوم
(Literal Meaning of Education)

تعلیم کا مفہوم جاننے سے پہلے اس لفظ کے معنی جاننا ضروری ہیں۔ تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ دراصل علم سے ماخوذ ہے جس کا مادہ ع۔ل۔م ہے۔ عربی کی مختلف لغات کے مطابق علم کے لغوی معنی یہ بنتے ہیں:

1- کسی چیز کو جاننا۔
2- کسی چیز کو پہچاننا۔
3- کسی چیز کا ادراک کرنا۔
4- کسی چیز کی حقیقت کا تعین کرنا۔
5- کسی چیز کی گہرائی معلوم کرنا۔
6- کسی چیز کو محسوس کرنا۔
7- کسی چیز کے بارے میں محکم طور پر معلوم کرنا۔
8- کسی چیز کی مخفی اصلیت معلوم کرنا۔

انگریزی میں تعلیم کا متبادل لفظ
(Alternative Word in English)

انگریزی میں لفظ ''تعلیم'' کا متبادل لفظ ایجوکیشن (Education) ہے۔ ایجوکیشن دراصل ایک لاطینی لفظ ایجوسر (Educere) سے ماخوذ ہے۔ لاطینی زبان میں ایجوسر کے دو معنی ہیں:

1- پوشیدہ صلاحیتوں کو سامنے لانا
2- مختلف معلومات کو جمع کرنا

لفظ ایجوسر لاطینی زبان ہی کے دو الفاظ کا مرکب ہے:

1- Edex یعنی نکالنا
2- Ducer یعنی رہنمائی

لاطینی زبان میں تعلیم کا مفہوم درج ذیل ہے:

1- بچے کی تربیت کرنا
2- بچے کی نشوونما کرنا
3- کسی شخص کی خاص سمت میں راہنمائی کرنا
4- کسی شخص کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا
5- فرد کی صلاحیتوں کو نکھارنا اور بہتر کرنا
6- فرد کی صلاحیتوں کو بہتر استعمال میں لانا

عربی لفظ تعلیم اور انگریزی لفظ ایجوکیشن کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ یعنی علم سیکھنا، سکھانا اور فرد میں بہتر تبدیلی لانے کا عمل۔

لفظ تعلیم (Education) کا مفہوم لغوی معانی کے لحاظ سے شاید پوری طرح واضح نہیں ہو سکتا۔ تعلیم کے تصور میں بہت سی باتیں شامل ہیں لہٰذا اس لفظ کے معنی کو وسیع تر مفہوم میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ایک ماہر تعلیم نے لفظ Education کا مطلب واضح کرنے کے لیے دلچسپ توجیح پیش کی ہے۔ یعنی لفظ Education میں کل نو حروف

www.downloadclassnotes.com

شامل ہیں۔اگر ہر حرف کو ایک مخصوص مفہوم میں استعمال کیا جائے تو مطلب واضح ہو جائے گا۔مثلاً

E	**Enrichment of Faculties**	(صلاحیتوں کو بہتر بنانا)
D	**Development of Personality**	(شخصیت کی تعمیر ونشوونما)
U	**Utilization of Abilities**	(قابلیتوں کا موثر استعمال)
C	**Cultivation of Individuality**	(انفرادیت کو اجاگر کرنا)
A	**Accomplishment of Society**	(معاشرے کی تکمیل)
T	**Transmission of Excellences**	(شاندار تجربات کی منتقلی)
I	**Inculcation of Values**	(اقدار کا فروغ)
O	**Organization of Experiences**	(تجربات کی تنظیم)
N	**Normalization of Mind**	(ذہن کو نکھارنا)

مختلف ماہرین اور مفکرین کی آراء میں تعلیم کا مفہوم

(Concept of Education, According to Various Thinkers & Experts)

تعلیم کے مفہوم کے بارے میں مختلف ماہرین اور مفکرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔بعض مفکرین نے تعلیم کو انسان کی ذہنی نشوونما کا نام دیا ہے اور بعض اسے فرد کی شخصیت کی تکمیل کا عمل کہتے ہیں۔کچھ ماہرین' تعلیم کو ایک ایسا معاشرتی عمل قرار دیتے ہیں جس کا مقصد معاشرتی تسویہ (Social Adjustment) ہے جبکہ بعض کے نزدیک تعلیم تہذیبی ورثے کی نسل درنسل منتقلی کا نام ہے۔ایک رائے یہ ہے کہ تعلیم اعلیٰ کمال کے حصول اور منتقلی کا عمل ہے جبکہ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ تعلیم انسان کے اندر کی فطری نیکی کو ظہور میں لانے کا عمل ہے۔

قدیم مفکر سقراط (Socrates) کے نزدیک تعلیم سچائی کو تلاش کرنے اور فرد کو اس سے روشناس کرانے کا عمل ہے جو اس کے ذہن میں پوشیدہ ہوتی ہے جبکہ ارسطو (Aristotle) کہتا ہے کہ تعلیم بچے کے مکمل جسمانی اور اخلاقی نشوونما کا عمل ہے۔افلاطون (Plato) کے نزدیک تعلیم ایسا عمل ہے جو ایک صحت مند معاشرے کی تنظیم کا کام انجام دیتا ہے۔اس میں فرد کی جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کی اس طرح پرورش کی جاتی ہے کہ اس کی شخصیت کی تکمیل میں حتی الامکان کوئی کمی نہ رہے۔

جدید ماہرین تعلیم میں جان ڈیوی (John Dewey) کا نام بہت نمایاں ہے۔اس کے خیال کے مطابق تعلیم تجربات کی مسلسل تعمیر نو کا نام ہے۔تعمیر نو کے اس عمل سے تجربات میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔یہ تجربات فرد کے مستقبل کے تجربات کے لئے راہ عمل متعین کرنے میں رہنمائی کرتے ہیں۔

تعلیم کا اسلامی مفہوم (Islamic Concept of Education): دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تعلیم کو بڑی اہمیت دی ہے۔جس طرح اسلام نے اسے حاصل کرنے کی تاکید کی ہے' وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔اگر ہم قرآن پاک کی ابتدائی آیات کو مدنظر رکھیں تو ہمیں علم ہوگا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے وحی کی صورت میں تعلیم کے حصول کی ہدایت فرمائی ہے۔ان آیات مبارکہ کا مفہوم یہ ہے:

ترجمہ: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے۔پڑھ اور تیرا رب کریم ہے۔وہ جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کو۔ان چیزوں کی تعلیم جن کو وہ جانتا تک نہ تھا۔'' (سورۃ العلق آیت نمبر 1)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں علم کی کیا اہمیت ہے کہ اس نے پہلا حکم ہی اپنے محبوب کو علم حاصل کرنے' پڑھنے اور سیکھنے کا دیا ہے۔اسکے علاوہ قرآن میں مختلف جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: 1: "اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔" (سورۃ طٰہٰ آیت 114)
2: "خدا سے وہی ڈرتے ہیں جنہیں علم بخشا گیا۔" (سورۃ فاطر آیت 28)
3: "ہم نے انہیں کتاب دی اور اسکو علم کی بنیاد پر کھول کھول کر بیان کیا۔" (سورۃ اعراف آیت 52)

احادیث مبارکہ ہیں:

ترجمہ: 1: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔
2: مہد سے لے کر لحد تک علم حاصل کرو۔
3: علم حاصل کرو خواہ تمہیں اسکے لیے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

سوال: تعلیم کے عناصر کے نام لکھئے۔ سب سے اہم عنصر کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2008ء، 2014ء، 2017ء)

- تعلیم کے بنیادی عناصر کے نام لکھئے اور سب سے اہم عنصر کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2009ء) (گوجرانوالہ بورڈ 2011ء)
- عمل تعلیم کے عناصر پر نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2011ء)

جواب

تعلیم کے بنیادی عناصر/اجزاء

(Basic Elements/Components of Education)

تعلیم کے بنیادی عناصر سے مراد تعلیم کے بنیادی اجزا ہیں' یعنی وہ کون سے عناصر یا اجزا ہیں جو تعلیمی عمل کی عمارت کو تشکیل دیتے ہیں۔ استاد اور شاگرد دونوں کے لیے ان عناصر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہ عناصر درج ذیل ہیں:

-1	متعلم	(Student)	-2	معلم	(Teacher)
-3	تعلم	(Learning)	-4	نصاب	(Curriculum)
-5	تدریس	(Teaching)	-6	معاشرہ	(Society)

تعلیم کے بنیادی عناصر کا ڈایاگرام

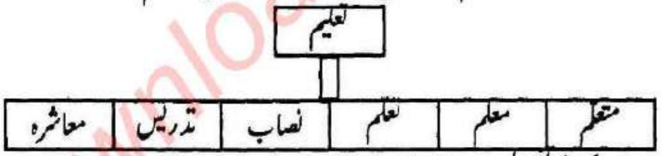

اب ان عناصر میں سے ہر ایک کا تفصیل سے جائزہ لیا جا رہا ہے۔

1- متعلم (Student): جب تعلیم میں نئی تحقیق اور نئے نظریات سامنے نہیں آئے تھے تو اس وقت استاد کی مرکزیت والا نظام (Teacher Centred System) ہوتا تھا' یعنی تمام تر تعلیمی عمل میں معلم غالب رہتا تھا۔ وہ جو بات کہہ دیتا' اسے حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ طلباء کو زیادہ بحث مباحثے یا Cross Questioning کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

جب جدید تعلیمی نظریات وضع ہوئے تو "اجتماع" کی بجائے "فرد" کی اہمیت سامنے آئی۔ طلباء کے انفرادی اختلافات (Individual Differences) کو بہت اہمیت دی جانے لگی' یعنی ہر بچہ اپنی لیاقت' اہلیت' مزاج' رجحان اور عادات کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے' لہٰذا طلباء کی مرکزیت والا نظام (Student Centred System) سامنے آیا۔

متعلم مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ باقی تمام وسائل اور اجزا یعنی نصاب' معلم' ادارہ' تدریس وغیرہ اس کی صلاحیتیں نکھارنے میں صرف ہوتے ہیں۔ تعلیم کی بدولت متعلم ایسی مہارتیں اور رویے سیکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ معاشرے میں متحرک اور کامیاب زندگی گزار سکتا ہے' اس لیے جدید دور میں متعلم کو نظام تعلیم میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

2- معلم (Teacher): اسلام میں معلم کو بلند مرتبہ حاصل ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

EDUCATION NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً

ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آداب فرزندی

معلم معاشرہ کے افراد کی تربیت کرتا ہے اس لیے اسے معمار قوم کہا جاتا ہے۔

نصابی کتابیں تو محض ریاضی کے چند کلیے، سائنس کے چند فارمولے یا گرائمر کے چند قاعدے بتائیں گی لیکن کسی بچے کو عظیم بنانے کے لیے اس کے لیے کسی عظیم انسان کے Model کا ہونا ضروری ہے اور یہ ماڈل معلم ہوتا ہے جو اس کے اندر انسانیت اور روحانیت کی وہ روشنی بھر دیتا ہے جو اس کے اپنے سینے میں ہوتی ہے۔ اچھے معلم کے لیے ضروری ہے کہ اسے تدریس سے فطری لگاؤ ہو اور وہ طبعاً اس پیشے کو پسند کرتا ہو۔ اگر وہ مجبوراً یا محض روزی کمانے کی خاطر یہ پیشہ اختیار کرے اور اسے پڑھانے میں کوئی فطری دلچسپی یا لطف (Satisfaction) محسوس نہ ہو تو پھر گویا اس نے قوم کا بیڑہ غرق کر دیا اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ اپنے اندر تدریس کا زیادہ سے زیادہ میلان پیدا کریں۔ وہ انتہا درجے کے محنتی انسان ہوں۔ اساتذہ کی اپنی تربیت سازی (Training) بھی ضروری ہے۔

3- تعلم (Learning): معلم سکھانے والے کو کہتے ہیں اور متعلم سیکھنے والے کو، سیکھنے کا تمام تر عمل تعلم کہلاتا ہے۔ پڑھانے کے دوران شاگرد جو کچھ علم، ہنر، فن یا رویہ حاصل کرتا ہے اسے تعلم کہا جاتا ہے یعنی اس سے مراد اکتساب کرنا ہے۔

تعلیم، تجربے اور رویے کے ذریعے فرد کی عادات، نظریات، فہم اور علمی دائرے میں واقع ہونے والی تبدیلیاں تعلم کہلاتی ہیں۔

کران بیک کے مطابق:

''کردار کی وہ تبدیلی جو سابقہ تجربات کا نتیجہ ہو تعلم کہلاتی ہے۔''

تعلم سے فرد کی مہارت، رجحان، سمجھ بوجھ اور علمی سطح میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ فرد نئی باتیں سیکھتا ہے۔ وہ نئے حالات میں نئے ردعمل کا اظہار کرنا سیکھتا ہے۔ اگر کلاس روم میں معلم بھی ہے، متعلم بھی ہے، نصاب بھی ہے، تدریس بھی ہو رہی ہے لیکن متعلم کلاس روم میں بیٹھا اونگھ رہا ہو تو اس کے ساتھ کوئی تعلم واقع نہیں ہوا کیونکہ استاد کے پڑھانے کے باوجود اس نے کچھ نہیں سیکھا۔

4- نصاب (Curriculum): نصاب ملک وقوم کے نظریات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ نصاب میں بنیادی طور پر نفس مضمون، مہارتیں اور تجربات شامل ہوتے ہیں لیکن چونکہ اس نے نئی نسل کی نظریاتی، مذہبی، ملی، اخلاقی، جذباتی اور جدید علوم وفنون کے لحاظ سے تربیت کرنا ہوتی ہے اس لیے اس میں ملک کا مخصوص نظریہ حیات، ذہنی، جذباتی، روحانی، اخلاقی، جسمانی، معاشی، معاشرتی، سماجی و نجی روابط، تہذیب وتمدن، علاقائی اور بین الاقوامی تقاضے، غرض زندگی کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ نصاب تعلیمی معیار کو براہ راست متاثر کرتا ہے۔ موجودہ دور میں ایسا نصاب تشکیل دیا جائے جو اسلامی نظریہ حیات، جدید دور کے تقاضوں اور طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہو۔

5- تدریس (Teaching): تدریس کا سادہ مفہوم ہے پڑھانا، سکھانا، علم دینا، کوئی فن، نظریہ یا ہنر منتقل کرنا۔

عمل تدریس کا مطلب ہے کہ مختلف نظریات، تصورات، معلومات، افکار، مطالعہ، علم، فن اور رویہ جات طالب علم کو پہنچانا۔ اس میں وہ تمام عوامل، طریقے، رویے (Approaches)، منصوبے، ترکیبیں، تکنیکیں اور محرکات شامل ہیں جن کی بدولت ایک معلم اپنی تدریس میں دلچسپی پیدا کرتا ہے۔ اچھی تدریس بھی دراصل ایک تخلیقی عمل ہے جس میں استاد کی محنت، لگن اور ذہانت کا بہت دخل ہوتا ہے۔ استاد کے لیے محض کتب سے پڑھے ہوئے تدریسی طریقہ ہائے کار کافی نہیں ہوتے۔ اسے کلاس روم میں کسی بھی وقت کسی بھی غیر متوقع صورتحال سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ اگر اس کے دماغ کی کٹ (Kit) میں برمحل گر (At the Spot Techniques) موجود نہیں ہیں تو وہ کلاس روم کی بدلتی صورتحال پر قابو نہیں پا سکتا۔

موثر تدریس وہ ہے جس میں طلباء تکان یا اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں بلکہ وہ پوری دلچسپی سے سبق پر توجہ مرکوز رکھیں۔ تدریس کو دلچسپ بنانے کے لیے سمعی و بصری معاونات کا استعمال نہایت ضروری ہے۔

6- معاشرہ (Society): معاشرہ افراد سے مل کر بنتا ہے اور افراد کی بقا کا انحصار معاشرے پر ہے۔ گویا فرد اور معاشرہ ایک دوسرے کے لیے

لازم وملزوم ہیں۔

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ "Education is entirely a social process" یعنی تعلیم مکمل طور پر ایک معاشرتی عمل ہے۔

معاشرہ اور تعلیم آپس میں گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی بھی معاشرہ تعلیم کے بغیر اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتا۔ معاشرہ تعلیم کے ذریعہ مذہبی افکار، تہذیب وثقافت، تمدن، تاریخ، ورثہ، نظریات، ترجیحات، علوم وفنون، حکمت ودانش اور ٹیکنالوجی نئی نسل کو منتقل کرتا ہے۔ ہمارا ملک چونکہ نظریاتی ہے، اس لیے ایسا نظام تعلیم ہونا چاہیے جو صالح معاشرہ تشکیل دے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلباء اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے، معاشرے کے مفید رکن، محب وطن پاکستانی اور سچے مسلمان بن سکیں۔ سکول بھی ایک چھوٹا سا معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کا ماحول پاکیزہ، سنجیدہ اور نظم ونسق تہذیب یافتہ (Disciplined) ہونا چاہیے۔ بڑے شہروں میں مغربیت زدہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھل رہے ہیں جہاں بڑے فخر سے میوزیکل کنسرٹ منعقد کیے جاتے ہیں۔ ابتدا ہی سے مخلوط تعلیم شروع کر دی جاتی ہے حالانکہ مخلوط تعلیم یونیورسٹی لیول (University Level) سے قبل نہیں ہونی چاہیے کیونکہ بچوں کے ذہن ناپختہ ہوتے ہیں۔ مغرب پرستی ہمارے معاشرے کو مکمل تباہی کی طرف لے جائے گی۔ سکول ایک چھوٹا سا معاشرہ ہے جس میں پاکیزگی، تقدس، روحانیت اور اسلامی افکار کی جھلک کا ہونا ضروری ہے۔ ٹیکنالوجی اور سائنس ضرور اپنائی جائے لیکن ساتھ ہی ایمان کو بھی برقرار رکھا جائے۔

حضرت علامہ اقبال مغرب زدہ تعلیمی اداروں سے بے حد خوفزدہ تھے، اس لیے انہوں نے فرمایا

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

سوال: نصابِ تعلیم سے کیا مراد ہے؟ عمل تعلیم میں نصاب کی کیا اہمیت ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب

نصاب کا مفہوم
(Meaning of Syllabus)

نصاب اردو زبان کا لفظ ہے اور انگریزی زبان کے لفظ Curriculum کا متبادل ہے جو کہ ایک لاطینی لفظ Currere سے ماخوذ ہے۔ Currere کا لغوی مطلب راستہ ہے، لہٰذا نصاب سے مراد وہ راستہ ہے جو کہ حصول منزل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے اور نصاب معاشرے کے تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جدید معنوں میں نصاب علوم وتجربات کا وہ مجموعہ ہے جو مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے مدرسے کے زیراہتمام طلباء کو فراہم کیا جاتا ہے خواہ یہ سکول کے اندر ہوں یا باہر۔ ڈکشنری آف ایجوکیشن کے مطابق نصاب ایک ایسا منصوبہ ہے جس میں مضامین یا تدریس کے لئے واضح ہدایات موجود ہوں اور یہ سب سکول کے ذریعے کسی مخصوص تربیت یا صلاحیت کی تصدیق کے لئے رائج کیا جائے۔ ہر معاشرے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے افراد کی بہترین تربیت ہوتا کہ وہ معاشرتی اقدار کو پروان چڑھا سکیں، لہٰذا نصاب ان تمام تجربوں، مہارتوں، تحقیقات اور سرگرمیوں کا نام ہے جو کہ معاشرہ بچوں کی اخلاقی، سماجی، معاشی، ذہنی اور روحانی تربیت کے لئے تشکیل دیتا ہے۔ نصاب ایک ایسا تعلیمی پروگرام ہے جو کہ مطالعاتی سرگرمیوں اور راہنمائی کے پروگراموں پر مشتمل ہوتا ہے۔

نصاب کی اہمیت
(Importance of Curriculum)

نصاب کسی مدرسے میں کسی منصوبے کے تحت منظم طور پر طالب علم کو مہیا کی جانے والی سرگرمیوں اور تجربات کا نام ہے۔ نصاب مدرسے کے مکمل ضابطہ حیات کا آئینہ ہے جس کی بدولت مدرسہ کی سرگرانی پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔ تدوین نصاب سے کئی مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں، ان میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں:

- i- تدریسی عمل بامقصد ہو جاتا ہے۔
- ii- سرگرمیوں کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہو جاتی ہے۔
- iii- معاشرے کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔
- iv- عصری تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

www.downloadclassnotes.com

i- تدریسی عمل با مقصد ہو جاتا ہے: نصاب طے ہو جانے سے تدریسی مقاصد واضح ہو جاتے ہیں۔ تعلیمی سفر با مقصد ہو جاتا ہے' اس سے اساتذہ اور طلباء دونوں کے لئے آسانی ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کو علم ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر کون سے مقاصد ہیں۔

ii- سرگرمیوں کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہو جاتی ہے: نصاب کسی منصوبے کے تحت منظم طور پر طالب علم کو مہیا کی جانے والی سرگرمیوں اور تجربات کا نام ہے۔ نصاب کے تعین سے مدرسے کی تدریسی سرگرمیوں کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کو علم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے سال کے دوران کیا کچھ پڑھانا ہے' اس طرح وہ تدریسی کام کی باقاعدہ منصوبہ بندی کر لیتے ہیں اور یہ بھی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کس وقت کون سا طریقہ تدریس استعمال کیا جائے گا۔ منصوبہ بندی سے نصابی مواد کو وقت مقررہ کے اندر ختم کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

iii- معاشرے کی ضروریات پوری ہوتی ہیں: نصاب افراد کو عمرانی' سائنسی اور پیشہ وارانہ علوم سے آراستہ کرتا ہے جس سے وہ معاشرے کے مفید رکن بن جاتے ہیں۔ نصاب بچوں کی کردار سازی بھی کرتا ہے۔ تعلیم بچوں میں اخوت' مساوات' رواداری اور دیانتداری جیسی اسلامی اقدار پیدا کرتی ہے۔ اس سے ان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ ذمہ دار شہری معاشرے میں امن وسکون اور استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔

iv- ثقافتی ورثے کا تسلسل برقرار رہتا ہے: سٹوارٹ مل کے مطابق ''تعلیم وہ کوشش ہے جو معاشرہ اپنے افراد کو اچھے شہری بنانے کے لئے کرتا ہے۔ تعلیم کا مقصد ثقافت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے تا کہ وہ اپنے معیار ترقی کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کو بہتر بنا سکیں''۔ اس طرح نصاب تعلیم سے ثقافتی ورثے کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔

v- عصری تقاضوں سے مطابقت پیدا کرنے میں آسانی ہوتی ہے: نصاب میں ان جدید علوم کو شامل کر لیا جاتا ہے جو کہ تعمیر نو اور تنظیم نو کے لئے درکار ہوتے ہیں۔ جدید سائنسی اور پیشہ وارانہ علوم کی مدد سے معاشرہ عصری تقاضوں سے مطابقت پیدا کر سکتا ہے۔ مثلاً کمپیوٹر کی ایجاد نے صنعتی اور معاشی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ کمپیوٹر انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر کے طلباء کو جدید سائنسی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال: تعلم سے کیا مراد ہے؟ تعلم کے نتیجے میں انسانی شخصیت میں ہونے والی تبدیلیوں کو مثالوں سے واضح کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2017ء)

جواب

تعلّم یا آموزش
(Learning)

تعلم سے مراد کسی فرد کی عادات واطوار' علم اور رویوں میں تبدیلی ہے جو کہ اس میں تجربات کے نتیجے میں مرحلہ وار آتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں تعلم کردار میں تبدیلی کا نام ہے۔ تعلم ایک شعوری عمل ہے اور حرکی تصور ہے۔ تعلم کے نتیجے میں فرد مختلف حالات میں مختلف ردعمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تعلم کو ردعمل یا رویے میں ایسی تبدیلی کہا جا سکتا ہے جو کہ تجربات کے باعث جزوی یا مکمل طور پر آتی ہے۔ تعلم کے نتیجے میں کسی فرد کے جذبات' عادات اور معاشرتی فہم وادراک میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ تعلم ایک مسلسل عمل ہے جو کہ ساری عمر جاری رہتا ہے۔ مجرد تعلم یا آزموش کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں معلومات کو حافظے میں محفوظ کرنا' سادہ نظریات قائم کرنا اور باہمی روابط کو دریافت کرنا یا سمجھنا شامل ہیں۔

تعلّم کی تعریف
(Definition of Learning)

مختلف ماہرین نفسیات نے تعلم کی جو تعریفیں کی ہیں' ان میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں:

1- سکنر (Skinner): ''سابقہ کردار کے اثرات سے جو تغیر رونما ہو آموزش کہلاتا ہے۔''

2- کران بیک (Cronback): ''کردار کی وہ تبدیلی جو سابقہ تجربات کا نتیجہ ہو' تعلم کہلاتی ہے۔''

3- وڈ ورتھ (Wood Worth): ''تعلم سے مراد کوئی نئی چیز سیکھنا ہے بشرطیکہ یہ نئی سیکھی ہوئی ہو۔ فعالیت سیکھنے والے کے

کردار کا ایسا جزو بن جائے کہ وہ آئندہ زندگی میں بھی اس کا اظہار کرتا رہے۔"

تعلّم کے قوانین/اصول

(Principles of Learning)

ممتاز ماہر تعلیمی نفسیات تھارن ڈائیک (Thorndike) نے تعلّم کے تین مندرجہ ذیل قوانین پیش کیے ہیں:

-1 قانون آمادگی (Law of Readiness)

-2 قانون مشق (Law of Exercise)

-3 قانون تاثیر (Law of Effect)

1- قانون آمادگی (Law of Readiness): قانون آمادگی سے مراد یہ ہے کہ تعلّم کا عمل اس وقت تک غیر موثر ہوتا ہے جب تک بچہ ذہنی اور جسمانی طور پر کچھ سیکھنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تھارن ڈائیک کے مطابق تعلّم کے لئے اولین اصول آمادگی ہے' اس لئے استاد کو چاہئے کہ جب وہ بچوں کو کوئی سبق پڑھانا چاہے تو وہ سب سے پہلے ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر آمادہ کرے۔ اس مقصد کے لئے وہ سبق سے متعلقہ دوسری معلومات کے ذریعے بچوں میں تجسس کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے دلچسپ اسباق کو توجہ سے سنتے ہیں۔

2- قانون مشق (Law of Repitition): مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ سبق کو بار بار دہرانے سے وہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ مشق کرنے سے نہ صرف کردار میں پختگی آتی ہے بلکہ عادات بنتی ہیں۔ مشق جتنی بار زیادہ کی جائے گی' تعلّم کا عمل اتنا ہی موثر ہوگا۔ مشق کے اصول کے تحت ہی سبق کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔

3- قانون تاثیر (Law of Reinforcement): قانون تاثیر کے مطابق تعلّم کے عمل اور اس کے نتیجے میں گہرا تعلق ہے۔ مثلاً اگر کسی سبق کا نتیجہ خوشگوار ہو تو تعلیم بہتر اور مستقل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر تعلّم کے نتیجے میں کوئی پریشانی ہو تو بچہ سبق نہیں دہراتا جس کے باعث تعلّم فراموشی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی بچے کو اس کی کارکردگی پر شاباش دی جاتی ہے تو تعلّم مثبت ہوتا ہے اور اگر طالب علم کو اس کی محنت کا صلہ نہ ملے تو اس کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جس سے تعلّم فراموشی کا شکار ہو جاتا ہے۔

سوال: تدریس کی تعریف کریں۔ مؤثر تدریس کیا ہوتی ہے؟ اس کی خصوصیات بیان کریں۔ (فیصل آباد بورڈ 2016ء)

جواب

مؤثر تدریس کی خصوصیات

(Characteristics of Effective Teaching)

عملِ تدریس (Teaching Practice):

تدریس ایک ایسا عمل ہے جس سے مخصوص نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ یہ عمل متعلّم' نصاب تعلیم' معلم اور متعلم کی تدریسی تدابیر پر مشتمل ہوتا ہے۔ معلم مختلف طریقۂ تدریس اختیار کر کے طلبہ کو مطلوبہ رویے' تصورات اور مہارتیں سکھاتا ہے۔ گویا عمل تدریس' نصابِ تعلیم اور عمل تعلّم میں باہم رابطے کا ذریعہ ہے۔ نیز عمل تدریس ہی معلم اور متعلّم میں باہم رابطے کا ذریعہ ہے۔ اگر ان اجزا میں سے کسی ایک کو بھی خارج کر دیا جائے تو ان میں سے کسی کا وجود بھی قائم نہیں رہے گا۔

اوصافِ معلم (Characteristics of Teacher):

عمل تدریس کے مؤثر یا غیر مؤثر ہونے کا زیادہ تر دارومدار معلم کی شخصیت' اس کے کردار' جذبۂ خدمت' مہارت مضمون' طریقۂ تدریس اور اس کی ذاتی کاوشوں پر ہے۔ معلم کا کام طلباء کو صرف لکھنا پڑھنا سکھانا ہی نہیں بلکہ اس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ طلباء میں ایسی خصوصیات اور صلاحیتیں پیدا کرے کہ وہ پرسکون' خوشگوار اور بامقصد زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔ ان میں مل جل کر رہنے' کام کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہو اور ساتھ ہی ان میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہونے کی اہلیت اور احساس پیدا کیا جائے تا کہ وہ معاشرہ میں اپنے لیے

کوئی باعزت مقام پیدا کرسکیں۔

معلم کو ایک تجربہ کار شخص ہونا چاہیے تاکہ وہ طلباء کی ذہنی اور اخلاقی رہنمائی کرسکے۔ بہتر تدریس کے متعلق یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ طلباء کی تربیت کے لیے معلم کی اپنی شخصیت مثالی ہونی چاہیے تاکہ اس کا اپنا کردار طلباء کے لیے ایک نمونہ ہو کہ جس کی وہ پیروی کرسکیں۔ طلباء اور معلم کے باہمی تعلقات خوشگوار ہونے چاہئیں تاکہ معلم کو متعلم کے ہر پہلو کو سمجھنے کے بہتر مواقع حاصل ہوسکیں اور جن کی بناء پر معلم عمل تدریس کو مزید بہتر بنا سکے۔

موثر تدریس (Effective Teaching):

موثر تدریس کامیابی کا وہ معیار ہے جس سے معلم اپنی تدریس کے ذریعے مطلوبہ تعلیمی مقاصد حاصل کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک معلم طلباء کی شخصیت کی نشوونما کے لیے اپنے مقاصد میں جتنا زیادہ کامیاب ہوتا ہے اس کا عمل تدریس اتنا ہی موثر ہے۔ ماہرین تعلیم کے نزدیک ایک اچھے مدرس کی درج ذیل خصوصیات موثر تدریس کی نشاندہی کرسکتی ہیں:

(1) مستعدی اور سوجھ بوجھ (Vigilance and Consideration): ایسے اساتذہ جو مستعد اور چاق و چوبند ہوں اور سوجھ بوجھ سے کام لیں ان کی تدریس زیادہ موثر ہوتی ہے بمقابلہ ان اساتذہ کے جو سست رو ہوں اور سوجھ بوجھ سے عاری ہوں۔

(2) منظم اور محتاط انداز کار (Planned and Watchful Method): موثر تدریس کے لیے مدرس میں تنظیمی صلاحیت اور تدریس میں محتاط انداز کار یعنی حصول مقصد کے لیے تگ ودو کی صلاحیت کا ہونا بہت اہم ہے۔ اس کے برعکس اگر مدرس میں تنظیمی صلاحیت کا فقدان ہو اور وہ غیر محتاط بھی ہو تو اس سے بھی اچھی تدریس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

(3) محرک اور پرتخیل (Stimulant and Imaginative): مدرس میں خوب سے خوب تر کی خواہش اور طلباء میں کام کرنے کی تحریک پیدا کرنے کی خوبی موثر تدریس کے بنیادی عناصر ہیں۔ اگر مدرس سست اور کاہل ہو اور فرسودہ طریق کار کا ہی پابند رہے تو موثر تدریس کی توقع عبث ہے۔

سوال: فرد کی بنیادی ضروریات کی تشکیل میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2014ء)

جواب

فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

(Fulfilment of Individual's Basic Needs)

والدین اور اساتذہ کی شخصیت بچے کے ذہن پر گہرے نقوش چھوڑتی ہے لہٰذا ان کا بنیادی فرض ہے کہ وہ بچے کی تعلیم و تربیت اس انداز سے کریں کہ وہ معاشرے کا ایک مفید شہری بن سکے۔ اس کے علاوہ مختلف سماجی ادارے بچے کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ والدین، اساتذہ اور سماجی اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ متعلم کی شخصیت کی تعمیر اور تعلیمی مقاصد کا حصول اس انداز سے کریں کہ متعلم کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔ تعلیم فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ماہرین نفسیات بچے کی مناسب تعلیم و تربیت کیلئے جن ضروریات کو زیادہ اہم تصور کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1- جسمانی صحت (Physical Health): اچھی صحت خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی، کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ کہا جاتا ہے اچھا ذہن ایک تندرست جسم میں ہی ہوسکتا ہے۔ صحت کے بغیر انسان نہ ہی اپنے کام خوش اسلوبی سے کرنے کا اہل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ معاشرے کے لیے سودمند ثابت ہوسکتا ہے اس لیے نظام تعلیم میں بچے کی صحت کا خاص خیال رکھنا بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

2- پہچان کی خواہش (Desire of Recognition): بچہ اپنے خاندان یعنی ماں باپ، بہن بھائی اور دیگر قریبی عزیز و اقارب میں اپنی حیثیت کا متلاشی ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ بچے کے لیے اعتماد اور سکون کا باعث ہوتا ہے کہ اس کے ماحول میں اس کی حیثیت اور اس کے شخص

کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ بچے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے گھرانے کے ایک فرد کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جائے اور ساتھ ہی اسے دیگر ہم جولیوں کے مشاغل میں نظر انداز نہ کیا جائے۔اس سے بچے کی انا کی تسکین ہوتی ہے۔

جب بچہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو ذاتی مشاہدات اور تجربات کی بناء پر اس کے خیالات میں بتدریج وسعت آتی جاتی ہے اور وہ خود کو سکول، گروہ اور مختلف تنظیموں کا رکن تصور کرتا ہے۔ان اداروں سے اس یقین دہانی کا خواہشمند ہوتا ہے کہ وہ اسے معاشرے کا ایک فعال رکن تسلیم کرتے ہیں اور اسے مختلف ذمہ داریاں اٹھانے کا اہل سمجھتے ہیں۔

3- شہری کے حقوق و فرائض کا علم(Knowledge of Citizen's Rights and Duties): متعلم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسے کام کرے کہ معاشرے میں اسے ایک اچھے شہری کی حیثیت سے پہچانا جائے۔اس مقصد کے حصول کے لیے وہ اچھے برے کی تمیز چاہتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔تعلیم کا یہ اہم کام ہے کہ متعلم کو معاشرے کے حقوق و فرائض سے آگاہ کرے تاکہ وہ معاشرے کا ایک کارآمد رکن بن کر ملک وقوم کے لیے بہتری کا باعث بن سکے۔

4- تعاون(Cooperation): متعلم معاشرے کا ایک بنیادی رکن ہے۔وہ دیگر افراد سے الگ تھلگ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔اسے جا بجا دوسروں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ خود بھی دوسروں کے کام آنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔بچوں کے اس جذبے کی مناسب نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ انہیں باہمی تعاون اور اخلاقیات کی تعلیم دی جائے اور ایسے مواقع مہیا کیے جائیں جہاں بچوں کو مل جل کر کام کرنے کی تربیت حاصل ہو۔

5- معلومات حاصل کرنا(To Acquire Knowledge): بچے کا جبلی تقاضہ ہے کہ وہ ہر چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔وہ جاننا چاہتا ہے کہ اشیاء کہاں سے آتی ہیں، کیسے بنتی ہیں اور کون بناتا ہے۔معلومات کے یہ موضوعات روزمرہ استعمال کی اشیاء سے شروع ہو کر جدید ترین ایجادات واختراعات تک وسیع ہو سکتے ہیں۔ترتیب و تنظیم اور تدریج کے ساتھ متعلم کو سائنسی معلومات فراہم کرنا تعلیم کا اہم فریضہ ہے کیونکہ یہ فرد کی تکمیل ذات سے براہ راست متعلق ہیں۔

6- مہارتیں حاصل کرنا(To Acquire Skills): مہارتوں کے حصول میں انسان کے اعضاء کی تربیت شامل ہے۔مختلف متعلم اپنی خواہش کے مطابق مختلف اقسام کی مہارتیں مثلاً لکھنا، پڑھنا، دستی کام یا مشینی کام سیکھنا چاہتے ہیں۔معاشرے کو ان کی خواہش اور ضرورت کے مطابق ان مہارتوں کی تربیت کا بندوبست کرنا چاہیے۔

7- کھیل کود اور دیگر مشاغل(Sports and Different Pastimes): کھیل کود بچے کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنی کہ دیگر تعلیمی سرگرمیاں۔دونوں میں توازن ضروری ہے۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ بچے حصول تعلیم سے زیادہ کھیل کود میں دلچسپی لیتے ہیں۔اس کے سدباب کے لیے عام تعلیم میں دلچسپی کے مواقع پیدا کرنے چاہئیں۔فارغ اوقات میں بچوں کو صحت منداور دلچسپ مشاغل کی ترغیب دی جانی چاہیے۔یاد رہے کہ اگر کھیل کود اور مشاغل کو نظر انداز کر دیا جائے تو فرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوگی۔

8- صحیح انداز فکر و اظہار خیال(Correct Mannerism of Proclamation): ہر فرد چیزوں اور واقعات وغیرہ کے متعلق اپنے ذہن میں کوئی بھی رائے قائم کرنے میں بالکل آزاد ہے اور اسی طرح وہ اظہار خیال کی بھی آزادی چاہتا ہے۔تعلیمی عمل کے ذریعے صحیح انداز فکر اور باسلیقہ اظہار خیال کی تربیت دی جانی چاہیے۔

9- جمالیاتی حس کی تسکین(Satisfaction of Sense of Beauty): جمالیاتی حس ہر فرد میں پیدائشی طور پر ہوتی ہے۔بچہ ہو یا بڑا، لڑکا ہو یا لڑکی، وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور اسے حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہے۔اگر بچپن ہی سے اس حس کی مناسب تربیت نہ کی جائے تو ایام جوانی میں انسان کے بھٹک جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ اس حس کی تسکین کے لیے بچے کو ابتداء ہی سے مناظر قدرت، فنون لطیفہ وغیرہ سے لطف اندوز ہونے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔

www.downloadclassnotes.com

10- صحیح تصور کائنات (Correct Idea of Universe): بچے میں تجسس کی صفت فطرتاً پائی جاتی ہے۔ ابتداء میں بچہ اپنے اردگرد کی اشیاء کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔ عمر کے اضافے کے ساتھ ساتھ جب تجربات میں بھی اضافہ ہوتا ہے تو بچہ بیرونی یعنی دور کی چیزوں کو بھی سمجھنا چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک مقام پر بچہ اپنی ذات' کائنات اور نظامِ کائنات کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے کی بھی خواہش کرتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تعلیم بچے کی مناسب رہنمائی کر سکتی ہے۔

یہ وہ بنیادی ضروریات ہیں جن کو تعلیمی عمل میں ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے اور تعلیمی مواد بچے کی عمر' فہم و فراست اور تعلیمی مدارج کے مطابق بنانا چاہیے تاکہ اس کی بنیادی ضروریات کی خاطر خواہ تکمیل ہو سکے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی بنیادی ضروریات ہو سکتی ہیں جن میں انفرادی اختلافات' اعتماد' پذیرائی وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم تعلیمی اداروں اور اساتذہ کو ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر تعلیمی عمل تشکیل دینا چاہیے۔

سوال: کسی قوم کے تہذیبی ورثے کے تحفظ اور منتقلی میں تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بحث کیجیے۔

جواب

تعلیم اور تہذیب وتمدن کا تحفظ/تعلیم اور ترسیل ثقافت

(Education and Conservation of Culture and Civilization)

کسی قوم کے تہذیب وتمدن سے مراد اس کی روایات' رواجات' نظریات' اقدار' علم وفنون اور زندگی گزارنے کے طور اطوار ہیں۔ ان تمام عوامل کو قوم کا ثقافتی ورثہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہر قوم کا ثقافتی ورثہ اس کی پہچان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تہذیب وتمدن کا تحفظ کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم اور ثقافتی ورثہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ثقافتی ورثے کو اگلی نسلوں تک پہنچانا اور معاشرتی عمل کو جاری رکھنا تعلیم کا اہم فریضہ ہے۔

ابن خلدون کے مطابق تعلیم بنی نوع انسان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کا نام ہے جس کے ذریعے پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اس کے اخلاق کو بہتر بنایا جاتا ہے اور معاشرے کے علم اور ثقافت کو اگلی نسلوں تک منتقل کیا جاتا ہے۔

سٹوارٹ مل (Stuart Mill) کہتا ہے کہ تعلیم وہ کوشش ہے جو کہ معاشرہ اپنے افراد کو اچھے شہری بنانے کیلئے کرتا ہے تاکہ وہ اپنے معیار ترقی کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کو بہتر بنا سکے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ بھی تعلیم اور ثقافت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تعلیم وہ عمل ہے جو قوم کی تہذیب' روایات اور افکار کو اگلی نسلوں تک بہتر انداز میں منتقل کرتا ہے۔ ان افکار سے واضح ہو جاتا ہے کہ تعلیم قوم کے ثقافتی اور تہذیبی ورثہ کو محفوظ کرنے کیلئے اسے اگلی نسلوں تک منتقل کر دیتی ہے۔ اسی طرح تہذیب وتمدن نسل در نسل آگے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ آنے والی نسلیں اپنے آباؤاجداد کی روایات اور طور طریقوں کو زندہ رکھتی ہیں۔ ثقافتی ورثہ اگلی نسلوں کو منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم ثقافت کی تعمیر نو بھی کرتی رہتی ہے۔ تہذیب وتمدن کے تحفظ کے لئے قوم کے نظریات' اقدار' روایات اور علوم وفنون کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنا لیا جاتا ہے۔

سوال: معاشرہ کی نشوونما میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2008ء)

- ☞ معاشرے کی نشوونما میں تعلیم کا کردار لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2008ء) (لاہور بورڈ 2009ء)
- ☞ معاشرے کی ترقی میں تعلیم کے کردار کی اہمیت تحریر کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2009ء)
- ☞ ایک صحت مند معاشرہ کی تشکیل میں تعلیم کس طرح مددگار ثابت ہوتی ہے؟ وضاحت کیجیے۔

جواب تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے جو ایک صحت مند معاشرے کی تنظیم کا کام سرانجام دیتا ہے۔ مشہور تعلیمی مفکر اور فلاسفر افلاطون تعلیم کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا ہے:

افلاطون کی تعریف (Definition of Plato):

"تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو کہ ایک صحت مند معاشرے کی تنظیم کا کام انجام دیتا ہے۔ اس میں فرد کی جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کی اس طرح پرورش کی جاتی ہے کہ اس کی شخصیت کی تکمیل میں حتی الامکان کوئی کمی نہ رہے۔"

EDUCATION NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

==

معاشرہ کی تعریف(Definition of Society):

''معاشرہ انسانوں کے ایک ایسے بڑے گروہ کو کہتے ہیں' جس کے افراد طویل مدت سے خاص جغرافیائی حدود کے اندر رہتے رہے ہوں۔ ان میں وحدت و یگانگت پائی جاتی ہو۔ وہ اس معاشرتی ماحول سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں اور ان میں ہر طرح کا تفاعل (Interaction) پایا جاتا ہو۔''

صحت مند معاشرہ کیا ہے؟(What is Healthy Society?)

افلاطون کے نزدیک تعلیم کا مقصد ایک صحت مند معاشرے کی تخلیق ہے۔ ایک صحت مند معاشرہ کیا ہوتا ہے؟ اس کا جواب افلاطون نے خود ہی دے دیا ہے کہ صحت مند معاشرہ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو شخصیت کے اعتبار سے اعلیٰ و ارفع انسانوں پر مشتمل ہو۔ شخصیت انسان کی مکمل تصویر ہوتی ہے جس کے عناصر مندرجہ ذیل ہیں:

-1	طبعی عناصر	-2	ذہنی عناصر
-3	خصوصی استعداد	-4	سیرت

تعلیم ان عناصر کی نشوونما کرتی ہے اور ان عناصر پر اپنے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ معاشرہ میں مربوط تعلیم کے ذریعہ معاشرہ کو ایسے افراد میسر آتے ہیں جو جسمانی' ذہنی' اخلاقی اور جذباتی اعتبار سے بھرپور شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ایک ماہر تعلیم کے نزدیک ''تعلیم فرد کی مکمل ذہنی' جسمانی' اخلاقی' روحانی اور جذباتی قوتوں کی مربوط و مسلسل نشوونما اور توسیع کا عمل ہے۔''

تعلیم دراصل ان تمام عناصر کا مجموعہ ہے جو فرد اور معاشرہ کے خیالات و نظریات اور طرز فکر و عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یوں تعلیمی عمل تمام زندگی جاری رہتا ہے۔ تعلیم اس کوشش کا نام ہے جو کہ معاشرہ اپنے شہریوں کے کردار کو پختہ کرنے' انکی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے' ثقافتی اقدار کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے اور افراد کو عملی زندگی گزارنے کیلئے ہنرمند بنانے کے لیے کرتا ہے۔

تعلیم افراد کے ذریعہ معاشرے کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے:

تعلیم کا قوم کے معاشی پہلو پر اثر(Effect of Education on Nation's Economic Aspect):

موجودہ دور سائنسی ترقی اور ایجادات کا دور ہے۔ ترقی یافتہ مغربی ممالک نے سائنس کے تمام شعبوں میں ترقی کی ہے۔ انہوں نے جدید صنعتوں اور کارخانوں کی مدد سے زرعی' صنعتی اور فوجی ضروریات کے لحاظ سے اپنے آپ کو نہ صرف خودکفیل بنالیا ہے بلکہ اپنی مصنوعات کو برآمد کر کے قیمتی زرمبادلہ بھی کما رہے ہیں۔ اس طرح وہ معاشی طور پر خوشحال ہو گئے ہیں۔ یہ سب کیسے ممکن ہوا ہے؟ بلاشبہ یہ تعلیم کا کمال ہے۔ تعلیم معاشرے کی شرح خواندگی میں اضافہ کرتی ہے اور ریاست کو تربیت یافتہ ڈاکٹرز' انجینئرز' سائنس دان' ماہر تعلیم اور ہنرمند افراد مہیا کرتی ہے۔ ملک کے سکول' کالج' ٹیکنیکل ادارے اور یونیورسٹیاں تربیت یافتہ افراد مہیا کرتے ہیں' جو کہ اپنے اپنے شعبوں میں کام کر کے ملکی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ زمینیں سونا اگلتی ہیں۔ کارخانے قیمتی مصنوعات کے انبار لگاتے ہیں' اساتذہ قوم کے نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں۔ غرضیکہ تعلیم و تربیت کے نتیجے میں قوم کو معاشی استحکام حاصل ہوتا ہے اور قوم کی مجموعی آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تربیت یافتہ افراد جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے زرعی اور صنعتی شعبوں میں انقلاب لے آتے ہیں۔

تعلیم اور قوم کی معاشرتی ترقی (Education and Nation's Social Development):

تعلیم معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ افراد بہتر شہری ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیم افراد میں مثبت معاشرتی رویے پیدا کرتی ہے جس سے وہ نہ صرف ملکی قوانین کا احترام کرتے ہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ ہر شعبے میں تعاون کرتے ہیں۔ اشتراک عمل سے معاشرے میں صحت مند رجحانات فروغ پاتے ہیں۔ چھوٹے بڑوں کا ادب کرتے ہیں اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ افراد اور گروہوں کے درمیان تعمیری روابط میں اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ معاشرے کا ہر فرد اپنے حقوق و فرائض کو بخوبی سمجھتا اور ان پر عمل کرتا ہے۔ ملکی قوانین پر عملدرآمد' افراد کے درمیان اشتراک و تعاون' مثبت رویوں اور رابطوں میں اضافے سے ملک ترقی' خوشحالی اور امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

تعلیم اور قوم کا سیاسی پہلو(Education and Nation's Political Aspect):

تعلیم قومی سیاست' سیاسی

ڈھانچے' سیاسی اداروں اور افراد کے سیاسی رویوں کو براہ راست متاثر کرتی ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ قوم کا معیار تعلیم بلند ہو جانے سے افراد کی سیاسی تربیت آسان ہو جاتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کے عرصہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تعلیم یافتہ ممالک کے سیاسی ڈھانچے ہمیشہ مستحکم رہے ہیں۔ ان ممالک کے سیاسی نظام کم وبیش وہی رہے ہیں جو کہ آزادی کے وقت ان میں قائم ہوئے تھے۔ اس کے برعکس آزاد ہونے والے ترقی پذیر ممالک کی اکثریت گذشتہ نصف صدی سے سیاسی عدم استحکام کا شکار چلی آ رہی ہے۔ آج بھی ان ممالک میں جمہوریت اور مارشل لاء کے درمیان آنکھ مچولی جاری ہے۔ پاکستان' بنگلہ دیش' عراق' شام' یمن اور انڈونیشیا اسکی چند مثالیں ہیں۔ تعلیم یافتہ ممالک کے سیاسی اداروں کو استحکام حاصل ہے۔ خاص طور پر سیاسی جماعتیں ملکی ترقی میں مثبت اور مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ کم شرح خواندگی رکھنے والے ممالک میں کثیر جماعتی نظام رائج ہو جاتا ہے جو کہ اکثر اوقات سیاسی عدم استحکام کو فروغ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ افراد کا سیاسی رویہ مثبت اور تعمیری ہوتا ہے اور وہ ملکی قوانین پر بہتر انداز سے عمل کرتے ہیں۔

تعلیم کا قوم کے نظریاتی پہلو پر اثر (Effect of Education on Nation's Ideological Aspect):

تعلیم معاشرے کے افراد کو ان کے قومی ورثہ اور سیاسی نظریات سے روشناس کراتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد اپنے ملک کے قومی مقاصد سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان میں نہ صرف قومی تشخص اجاگر ہوتا ہے بلکہ مختلف ثقافتی اور لسانی گروہ اپنے علاقائی مفادات کو فراموش کر کے قومی وحدت کو فروغ دیتے ہیں۔ اس طرح قومی نظریے کو تقویت ملتی ہے۔ مثال کے طور پر تحریک پاکستان کے ایام میں علی گڑھ یونیورسٹی' اسلامیہ کالج لاہور' عثمانیہ یونیورسٹی اور اسلامیہ کالج پشاور کے تعلیم یافتہ طلباء نے دو قومی نظریے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ تعلیم افراد میں خصوصی استعداد کے ساتھ افراد کی سیرت وکردار کی نشوونما اور اصلاح بھی کرتی ہے۔ افراد اگر ہمہ گیر صلاحیتوں کے مالک ہو جائیں تو ایسے معاشرے کو صحت مند معاشرہ کہتے ہیں۔ ایک صحت مند معاشرہ صرف تعلیم کی بدولت ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

سوال: تعلیم کے وظائف کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2009ء' راولپنڈی بورڈ 2017ء)

☞ تعلیم کے وظائف تفصیل سے تحریر کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2011ء' گوجرانوالہ بورڈ 2013ء' 2015ء)

جواب

تعلیم کے وظائف (Functions of Education)

تعلیم تین اہم وظائف سرانجام دیتی ہے۔ ماہرین تعلیم نے بھی تہذیب وثقافت کے حوالے سے تعلیم کے درج ذیل تین وظائف بیان کیے ہیں۔ یہ وظائف انسان کی ذات کی تکمیل اور معاشرے کی صحت مند تشکیل کے لیے نہایت ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیمی عمل میں ان کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تین وظائف درج ذیل ہیں:-

1- ثقافتی اور تہذیبی ورثے کا تحفظ اور منتقلی
2- معاشرتی زندگی کی تشکیل نو
3- فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

1- ثقافتی اور تہذیبی ورثے کا تحفظ اور منتقلی:

(Preservation and Transfer of Cultural Heritage)

ہمارا ادب' ہماری روایات' ہمارا نظریہ حیات' ہمارا رہن سہن' لباس' اٹھنا بیٹھنا' ملنا جلنا' ہمارا فن تعمیر' زندگی گزارنے کے طریقے یا وہ سب کچھ جو ہمیں اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملتا ہے' ہمارا ثقافتی یا تہذیبی ورثہ کہلاتا ہے۔ اس تہذیبی ورثے کا تحفظ اور منتقلی ہر معاشرے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ہر باشعور شخص اپنے آباؤ اجداد کے ورثے کو عزیز رکھتا ہے بلکہ بعض اوقات تو لوگ اس معاملے میں اتنے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ اپنے باپ دادا کی غیر معقول روایات سے جدا ہونا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس رویے کی تائید تو نہیں کی جا سکتی لیکن آباؤ اجداد کے ورثے سے معقول وابستگی بہر حال عام انسان کی زندگی میں استحکام پیدا کرتی ہے۔ یہی حال معاشرے اور قوم کا بھی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اپنے تہذیبی ورثے کے تحفظ اور تسلسل کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ تہذیبی ورثے کے تحفظ اور تسلسل کا یہ فریضہ تعلیم سرانجام دیتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے معاشرہ اپنی تہذیب وثقافت کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ اسے آئندہ نسلوں کی طرف منتقل بھی کرتا ہے۔

تعلیم کی ابتداء اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانی تہذیب وتمدن۔ انسانی ارتقاء کے ابتدائی دور میں بھی والدین اپنا علم وفن اپنی اولاد کو منتقل

کرتے تھے۔ انسان کی سب سے بڑی ضرورت زندگی کی بقاء اور افزائش نسل ہے، جس کے لیے خوراک اور ذاتی تحفظ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ زمانہ قبل از تاریخ میں باپ اپنے بیٹوں کو باقاعدہ شکار کرنے اور خود کو دشمن اور درندوں سے محفوظ رکھنے کی تربیت دیتا تھا۔ اسی طرح ماں بیٹیوں کو کھانا پکانے اور بچوں کی پرورش کرنے کی تربیت دیتی تھی، اس طرح سے ایک نسل کا علم وفن آنے والی نسل کو منتقل ہوتا رہتا تھا۔ انسانی تمدن نے رفتہ رفتہ ترقی کی منازل طے کیں اور معاشرے کی ہیئت میں مزید وسعت پیدا ہوتی گئی۔ لوگوں کو مل جل کر رہنے کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی گئی اور مواقع بھی بڑھتے گئے۔ اس طرح تمدنی اور معاشرتی ارتقاء کے نتیجے میں انسانی ضروریات اور خواہشات میں بھی تبدیلی آتی گئی۔ چنانچہ بچوں کو معاشرے کی اس تبدیل شدہ صورت حال کے لیے تیار کرنے کا کام زیادہ پیچیدہ ہوگیا اور اس سے عہدہ براء ہونا صرف والدین کے بس میں نہ رہا بلکہ اس کے لیے الگ ادارے قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی، یوں رسمی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔

تاریخ انسانی کے مختلف ادوار کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نسل در نسل انسانی تعلیم وتربیت کے ذرائع مختلف رہے ہیں۔ ابتداء میں بچوں کی تربیت کی ذمہ داریاں والدین، خاندان یا قبیلے کے بڑے افراد پر ہوتی تھیں۔ وہ اپنے بچوں کو ہر وہ علم وفن سکھاتے تھے جسے وہ خود جانتے تھے یا جن کا جاننا اور سیکھنا اپنے بچوں کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ اس کے بعد مذہبی رہنماؤں اور اطباء نے نسل در نسل تعلیمی عمل جاری رکھا۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی یہ تعلیمی عمل اسی طرح جاری ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آج یہ ذمہ داری سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں نے لے لی ہے۔ اس طرح تہذیب وثقافت مسلسل اگلی نسل میں منتقل ہو رہی ہے۔ دور جدید میں انسان معاشرے کے دوسرے افراد سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ اسے ہر قدم پر دوسروں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے فرد حالات کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی سودمند ثابت ہوسکتا ہے۔

2- معاشرتی زندگی کی تشکیل نو (Reconstruction of Social Life): اگر تعلیم کا کام صرف تہذیبی ورثے کی منتقلی ہی ہو تو معاشرہ کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ اس طرح سے تو آج کا معاشرہ بھی وہی ہوتا جو آج سے ہزاروں سال پیشتر تھا۔ درحقیقت تعلیم کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ معاشرے کی ترقی اور تشکیل نو کے لیے کام کرنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی ورثے کی اصلاح کا عمل بھی جاری رکھے ایسا اس وقت ممکن ہے جبکہ تعلیمی عمل سے افراد میں تجسس اور تنقیدی جذبات کو جلا دی جائے اور قوت کار کو ابھارا جائے۔ کسی بھی ترقی یافتہ شعبے کو لیجئے۔ چاہے وہ صنعتی شعبہ ہو، ادبی یا معاشرتی، زراعت ہو یا سائنس، آپ دیکھیں گے کہ کسی نہ کسی فرد نے موجودہ صورت سے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے اپنے ذہن میں نئے نظریات قائم کیے اور ان کو پرکھنے کے لیے کام کیا اور اس طرح سے نئی نئی راہیں کھلتی چلی گئیں۔

تعلیمی اور تحقیقی اداروں کا یہ فرض ہے کہ ثقافتی ورثے کا تنقیدی جائزہ لیں اور اس کے مطلوبہ اور غیر مطلوبہ پہلوؤں کو واضح کریں۔ اس میں مطلوبہ اور پسندیدہ حصے کو مزید نشوونما دے کر آگے منتقل کریں۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں ثقافتی ورثے میں اضافہ بھی تعلیم کی ذمہ داری ہے۔ معاشرتی زندگی کی تشکیل نو تعلیم کے اہم وظیفے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بنیادی طور پر تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے جو معاشرے کی بہتری کے لیے کام کرتا ہے اور معاشرہ ہی اس کا خالق ہے جو اس کے ذریعے اپنے تہذیبی ورثے کو نہ صرف اپنی نئی نسل تک پہنچاتا ہے بلکہ نت نئے تجربات کے ذریعے نئی نسل کو معاشرے کی اصلاح وترقی کے لیے کام کی ترغیب وتربیت بھی دیتا ہے۔ ایسے تربیت یافتہ افراد معاشرتی زندگی کی تشکیل نو کا ذریعہ بنتے ہیں۔

3- فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل (Fulfilment of the Basic Needs of An Individual): تعلیمی عمل میں متعلم بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ تعلیمی عمل کے باقی عناصر کو بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت حاصل ہے لیکن یہ امر واضح ہے کہ تعلیمی عمل اور نظام تعلیم کے تمام لوازمات کا مقصود بالآخر متعلم کی تربیت ہی ہوتا ہے۔ بچے کی تعلیم وتربیت کی ابتداء اس کی پیدائش ہی سے شروع ہو جاتی ہے اور تمام عمر جاری رہتی ہے۔ بچے کے اولین اساتذہ اس کے والدین ہوتے ہیں جو بچے کے کردار کی تعمیر میں خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں اور بچے کی شخصیت پر انمٹ نقوش چھوڑتے ہیں۔ پھر جب بچہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو والدین اسے باقاعدہ تعلیم کے حصول کے لیے تعلیمی اداروں میں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچہ جب مدرسے میں آتا ہے تو اس کے ذہن پر صرف والدین اور ماحول کی غیر رسمی تعلیم کا اثر ہوتا ہے۔ رسمی یعنی باقاعدہ تعلیم کا آغاز تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے ذریعے ہوتا ہے جو بچے کو معاشرے اور ملک وملت کی ضروریات کے مطابق تعلیم دیتے ہیں۔ بچہ اپنی روزمرہ زندگی میں نئے نئے تجربات

اور اپنے ماحول سے بھی بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اس طرح سے بہت سے عوامل مل کر بچے کی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں۔ بچے کی شخصیت کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ بچے کی انفرادی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور خواہشات کے ساتھ ساتھ اس کی شخصی اور معاشرتی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ہر پہلو کی مناسب نشوونما کی جائے۔ یوں فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل یا دوسرے الفاظ میں فرد کی تکمیل ذات تعلیم کے ایک اہم وظیفے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ماہرین تعلیم ونفسیات نے متعلم کی درج ذیل ضروریات کو تعلیمی مقاصد کے لیے اہم قرار دیا ہے:

1- جسمانی صحت
2- پہچان کی خواہش
3- شہری کے حقوق وفرائض کا علم
4- تعاون
5- معلومات حاصل کرنا
6- مہارتیں حاصل کرنا
7- کھیل کود اور دیگر مشاغل
8- صحیح اندازِ فکر و اظہار خیال
9- جمالیاتی حس کی تسکین
10- صحیح تصورِ کائنات

سوال: عمل تعلیم میں معلم کے کردار پر نوٹ تحریر کیجیے۔

جواب

عمل تعلیم میں معلم کا کردار

(Teacher's Contribution in the Process of Education)

عمل تعلیم میں معلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ معلم ہی وہ ہستی ہے جو کہ متعلم کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ تعلیمی عمل کی کامیابی کا دارومدار معلم ہی کا مرہون منت ہے۔ ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری کے سلسلے میں محتاط رہے۔ اس کی معمولی سی غلطی پورے تعلیمی عمل کا بیڑا غرق کر سکتی ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے ضابطہ اخلاق کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھے۔ علمِ تعلیم میں معلم کے کردار کا مطالعہ ہم مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت کر سکتے ہیں:

1- معلم بحیثیت مثالی شخصیت: معلم، طالب علم کے لیے ایک مثالی شخصیت ہے۔ وہ اس کا مشیر اور رہنما ہوتا ہے۔ معلم کو اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ ہونا چاہیے۔ متعلم اپنے معلم کے ہر اچھے اور برے قول و فعل کی تقلید کرتا ہے۔ اگر استاد کردار اور اخلاق کے لحاظ سے بلند ہے تو طالب علم کو بھی زندگی میں افقوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرے گا۔ اگر استاد کردار و اخلاق کے معیار پر پورا نہیں اترے گا تو طالب علم کو معاشرے کے لیے ایک ناسور اور بوجھ بنا ڈالے گا، لہٰذا استاد کو اپنے آپ کو ایک مثالی شخصیت کے طور پر پیش کرنا چاہیے۔

2- معلم بحیثیت رہنما: استاد نہ صرف متعلمین کو کتابی علم بہم پہنچاتا ہے بلکہ وہ ان کی ہر معاملہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ معلم کی قابلیت، شفقت، محنت اور لگن سے طالب علم کی زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے۔ استاد کی رہنمائی سے طالب علم کو اپنی صلاحیتوں اور رجحانات کے مطابق کام کرنے کے مواقع میسر آتے ہیں اور وہ اپنا نصب العین منتخب کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ بروقت اور مناسب رہنمائی تعلیم کے عمل کو مؤثر بناتی ہے اور طالب علم کی شخصیت کو سنوارتی ہے۔ یہ اس کی صلاحیتوں کو اُجاگر کرتی ہے۔ استاد کو ایک مثالی رہنما ہونا چاہیے۔ رہنمائی اور مشاورت تعلیمی علم میں استاد کے درسی فرائض کا حصہ ہے۔

3- فن تدریس میں ماہر: استاد چاہے جتنا بھی پڑھا لکھا ہو، جب تک وہ فن تدریس کے طریقوں سے واقف نہیں ہوگا، ایک اچھا استاد نہیں بن پائے گا۔ اپنے بہترین فن تدریس سے استاد تعلیمی عمل کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس عمل میں طالب علم کی دلچسپی کو نہ صرف برقرار رکھتا ہے بلکہ اس میں بتدریج اضافہ کرتا ہے۔ استاد کو فن تدریس میں ماہر ہونا چاہیے تاکہ وہ تعلیمی عمل کو معراج تک پہنچا سکے۔

4- تربیت یافتہ معلم: ایک تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ استاد میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اگر معلم فن تدریس میں ماہر اور تربیت یافتہ ہو تو وہ تعلیمی عمل میں حقیقی روح پھونک سکتا ہے۔ ایک تربیت یافتہ استاد ہی تعلیمی عمل کو بہترین طور پر سمجھ سکتا ہے۔ تعلیم یافتہ ہونا اور تدریس کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ استاد کو تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ تربیت یافتہ ہونا چاہیے تاکہ وہ پورے تعلیمی عمل کو سمجھ سکے۔

5- تدریس کا طبعی رجحان: معلم کے لیے ضروری ہے کہ تدریس کی جانب اس کا طبعی رجحان ہو۔ اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہو۔ کسی مجبوری کے تحت پیشہ درس اختیار کرنے والا شخص کبھی بھی حقیقی معنوں میں معمار قوم نہیں بن سکتا۔ ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیشے کے تقاضے

پورے کرے۔ اسے تدریسی فرائض عبادت اور مذہبی فریضہ سمجھ کر سرانجام دینا چاہئیں۔ درس و تدریس کو کاروبار نہیں سمجھنا چاہیے۔ پیشے کی طرف طبعی رجحان اور اپنے پیشے سے لگاؤ تعلیمی عمل کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے ضروری ہیں۔

6- قیادت اور نظم وضبط: عملِ تعلیم میں نظم وضبط اور قیادت بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس عمل میں نظم وضبط کا استاد خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس میں اتنی صلاحیتیں ہونی چاہئیں کہ وہ عملِ تعلیم میں نظم وضبط کو برقرار رکھے۔ بدنظمی تعلیمی عمل کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ ایک معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تا کہ طالب علموں میں نظم وضبط اور قائدانہ صلاحیتیں پیدا کر سکے۔ استاد حقیقی معنوں میں معمارِ قوم کی حیثیت رکھتا ہے، وہ معاشرے، اور قوم کی تعمیر و تشکیل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

7- معلم کا مقام: آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے معلم کا لقب پسند فرمایا۔ ہر معاشرے میں استاد کو بہت بلند مقام حاصل رہا ہے۔ اسے روحِ انسانی کا صنعت گر قرار دیا گیا ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں معلم کو سچا اور پکا مسلمان ہونا چاہیے تا کہ وہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دینے کا فریضہ بھی سرانجام دے۔ اس کے ساتھ ساتھ استاد کے لیے محبِ وطن ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کو عمل تدریس و تعلم میں احکامِ خداوندی اور سنتِ نبوی کی پیروی کرنی چاہیے۔

مختصر طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عملِ تعلیم میں معلم کا کردار ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو کہ تدریسی عمل کو کامیاب بنانے کا حقیقی ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایک مہذب اور شائستہ معلم سے طالب علم یقیناً تہذیب اور شائستگی اختیار کریں گے۔ اس طرح تعلیم کے ذریعے اخلاق و سیرت کی تعمیر ہوگی اور معلم اپنا مؤثر کردار ادا کر سکے گا۔

سوال: تعلیم کے دائرۂ عمل کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2010ء، 2011ء)

☜ تعلیم کے دائرۂ عمل کے حوالے سے مندرجہ ذیل کی وضاحت کیجیے:

الف۔ وقوفی ب۔ تاثراتی ج۔ مہاراتی

جواب تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تعلیم فرد کی شخصیت کی تکمیل کرتی ہے۔ اسے حقائق سے آگاہ کرتی ہے۔ اس کے اخلاق، کردار اور رویے کی اصلاح کرتی ہے اور اسے معاشرے کی عملی زندگی میں انفرادی و اجتماعی حیثیت سے کامیاب شہری کا کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ تعلیم کے ذریعہ انسانی کردار میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں:

(الف) وقوفی تبدیلی (ب) تاثراتی تبدیلی (ج) مہاراتی تبدیلی

(الف) وقوفی تبدیلی: وقوفی تبدیلی کا تعلق تصورات اور معلومات سے ہوتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے طالب علم اشیا کے متعلق تصورات اور معلومات حاصل کرتا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ طالب علم اشیا کا علم حاصل کرتا ہے۔ اسے نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ اشیا کو پہچانتا ہے اور ان کے متعلق معلومات کو ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ حافظ کی مدد سے انہیں دوبارہ دہراتا ہے۔ اس کی تشریح اور وضاحت کرتا ہے۔ اس کے مختلف اجزا کا باہمی تعلق معلوم کرتا ہے۔ اشیا کو مجموعی حیثیت سے دیکھتا ہے اور مختلف مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

اشیا کے ساتھ واقفیت طالب علم میں حقیقی علمی تبدیلی لاتی ہے۔ مثال کے طور پر بچپن میں چاند محض ایک چندا ماموں کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ایک طالب علم جیسے جیسے چاند کے متعلق معلومات حاصل کرتا اور اس کے بارے میں مختلف تصورات کا جائزہ لیتا ہے تو اسے اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ زمین، سورج اور کائنات کے ساتھ اس کے تعلق کا مطالعہ کرتا ہے۔ ایک سائنس کا طالب علم اس کی قدر و قیمت اور افادیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ عملِ تعلیم کا بنیادی مقصد ہی سوچ اور رویوں میں تبدیلی لانا ہے۔ یہی تعلیم کا اصل مقصد ہے کہ طالب علم اشیا کا ادراک کرے۔ زیرِ بحث موضوع کو سمجھے۔ اس کے متعلق مختلف تصورات اور معلومات سے آگاہی حاصل کرے۔ ایک پڑھے لکھے اور ان پڑھ انسان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص مختلف اشیا کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ تعلیم انسان کو حقائق سے آگاہ کرتی ہے۔ وقوفی تبدیلی عملِ تعلیم میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بنیاد پر تعلیمی معیار کو بآسانی پرکھا اور جانچا جا سکتا ہے۔ اس تبدیلی کو عملی تبدیلی بھی کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم نے کیا اور کتنا علم حاصل کیا ہے اور اس میں کیا علمی تبدیلی آئی ہے؟ اس کا علمی معیار کیا ہے؟ یہ تبدیلی بصیرت سے آتی ہے اور ادراک کو

پروان چڑھاتی ہے۔

(ب) تاثراتی تبدیلی: تاثراتی تبدیلی کی بنیاد وقوفی تبدیلی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ طالب علم اشیا کے متعلق تصورات اور معلومات کی بنیاد پر ان کی اہمیت اور افادیت سے باخبر ہو جاتا ہے۔ یہ معلومات اس کی عادات اور رویوں میں تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔ تاثراتی تبدیلی کا تعلق عادات اور رویوں کی تشکیل سے ہوتا ہے۔ تعلیم کے نتیجے میں فرد کے کردار اور رویے میں مطلوبہ مثبت تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اگر تعلیم کردار اور رویے میں مثبت تبدیلی نہ لائے تو ایسی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ تعلیم کا مقصد ہی کردار اور رویے میں مثبت تبدیلی لانا ہے۔ طالب علم دوسروں کے خیالات کو توجہ سے سنتا ہے اور ان کے نقطۂ نظر پر غور و فکر کرتا ہے' وہ ان سے لطف اندوز ہوتا ہے اور مناسب انداز میں اپنے اندر تبدیلی کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے اچھے پہلوؤں کی تحسین و تعریف کرتا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے اور اسے بتدریج اقدارِ حیات کے طور پر اپنے کردار کا نمونہ بناتا ہے۔ انسان کا کردار دوسروں کو متاثر کرتا ہے اور دوسرے انسان کسی شخص کو اس کے کردار کی بنیاد پر پرکھتے ہیں۔

روسو کہتا ہے کہ فرد فطرت' اشیا اور انسانوں سے سیکھتا ہے۔ انسان ان تینوں ذرائع سے جو معلومات حاصل کرتا ہے' ان کی بنیاد پر وہ اپنے کردار میں تبدیلی لاتا ہے۔ انسان کی زندگی اتنی محدود ہے کہ وہ ہر محرک کے بارے میں اگر خود تجربہ کرنا شروع کر دے تو شاید اس کو ہزاروں بار جنم لینا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کے ذریعہ ہم دوسروں کے تجربات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ان تجربات کا موازنہ کرتے ہیں اور جو مثبت چیزیں ہمیں ملتی ہیں' ہم ان کو اپنے کردار کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ اگر تعلیم رویے اور کردار میں تبدیلی نہ لائے تو ایسی تعلیم بے مقصد اور بے معنی ہے۔ یہ عملِ تعلیم کے مؤثر یا غیر مؤثر ہونے کو پرکھنے کا ایک بہترین پیمانہ ہے۔

(ج) مہاراتی تبدیلی: مہاراتی تبدیلی تعلیم کے کرداری مقاصد میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ وقوفی تبدیلی اور تاثراتی تبدیلی کے بعد مہاراتی تبدیلی عمل تعلیم کا ایک بنیادی وصف ہے لیکن بہترین تعلیمی عمل وہی مثالی ہوگا جو کہ انسانی کردار میں یہ تینوں تبدیلیاں لائے۔ ان تینوں تبدیلیوں کے بعد تعلیم کا مقصد کافی حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ مہاراتی تبدیلی کا تعلق کسی ہنر کے اکتساب سے ہوتا ہے۔ تعلیم جہاں کسی طالب علم کو معلومات بہم پہنچاتی ہے اور متعلقہ اشیا کے متعلق علم مہیا کرتی ہے اور اسے اپنے رویے اور کردار میں تبدیلی کے لیے آمادہ کرتی ہے' وہاں اسے کسی عملی اقدام اور سرگرمی میں حصہ لینے کے قابل بھی بناتی ہے۔ وہ ذہنی' جسمانی اور عملی طور پر اس سرگرمی میں شریک ہوتا ہے اور ممکنہ حد تک اسے نہایت اعتماد اور کامیابی کے ساتھ اپنی عادات و اطوار کے طور پر اپناتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے وہ نہایت مہارت کے ساتھ کسی کام کو سرانجام دیتا ہے اور اپنے سابقہ تجربات میں بہتری پیدا کر کے اسے زیادہ بہتر اور اچھے انداز میں سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مثال کے ذریعے تعلیم کے دائرہ عمل کو سمجھنا آسان ہوگا۔

عملِ تعلیم میں ایک طالب علم کو ''ہمدردی'' کے عنوان سے کوئی کہانی سنانا اور طالب علم کو اس کہانی کو واقعاتی لحاظ سے ٹھیک سمجھ کر بیان کر دینا وغیرہ اس کے لیے وقوفی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر طالب علم ہمدردی کے جذبے کی تحسین کرے اور اسے اپنی عادات و اطوار اور عملی زندگی میں اپنانے میں خوشی محسوس کرے تو یہ تاثراتی یا کرداری تبدیلی کہلاتی ہے لیکن اگر وہ کسی ضرورت مند کی عملاً مدد کر کے اپنے کردار اور رویے میں تبدیلی پیدا کرے تو یہ حقیقی اور مطلوبہ تعلیم ہے اور یہ مہاراتی تبدیلی کہلاتی ہے۔ ایسی ہی تعلیم کے نتیجے میں افراد کی سیرت و کردار میں انقلاب برپا ہوتا ہے اور ایسے ہی افراد صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ تعلیم کا بنیادی مقصد ہی انسانی کردار میں تبدیلی لانا ہے۔

ایک طالب علم اپنے گھر' ماحول اور مدرسہ سے متاثر ہوتا ہے اور ہر وقت اس پر مختلف واقعات اور تجربات کا اثر ہوتا ہے۔ تعلیمی عمل ایک مسلسل اور پوری زندگی پر محیط عمل ہے۔ اس لحاظ سے تعلیم کا دائرہ عمل بہت وسیع ہے۔ یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔ مندرجہ بالا تینوں تبدیلیاں تعلیم کے دائرہ عمل کو سمجھنے میں مددگار و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

سوال: تعلیم کے اسالیب تفصیل سے بیان کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2007ء، 2015ء، 2016ء؛ گوجرانوالہ بورڈ 2016ء)

جواب

تعلیم کے اسالیب (Modes of Education)

عمومی طور پر تعلیم کے تین اسالیب ہیں:

(i) رسمی تعلیم (Formal Education) (ii) غیر رسمی تعلیم (Non-Formal Education)

(iii) نیم رسمی تعلیم (Informal Education)

(i) رسمی تعلیم (Formal Education): رسمی تعلیم سے مراد ایسی تعلیم ہے جو باقاعدہ طور پر کسی ادارے سکول' کالج یا یونیورسٹی میں داخل ہو کر اس کے قواعد اور قوانین کے مطابق حاصل کی جاتی ہے۔ اس تربیت کیلئے معاشرہ باقاعدہ طور پر نصب العین اور نظریات مرتب کرتا ہے' جن کی تکمیل کیلئے تعلیمی مراکز قائم کئے جاتے ہیں۔ ان اداروں کے ذریعہ معاشرہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے تا کہ آئندہ آنے والی نسل کی تعمیر نو ہو سکے۔ رسمی تعلیم کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بچوں کی صلاحیتوں کے پیش نظر با ضابطہ طور پر تعلیمی اصولوں کے مطابق ان کی شخصیت و کردار کی تربیت کی جاتی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں رسمی تعلیم عام ہے۔ اس طریقہ تعلیم میں باقاعدہ اساتذہ کا تقرر کیا جاتا ہے' بچوں کو ایک مخصوص نصاب پڑھایا جاتا ہے اور ایک معینہ مدت کے بعد طلباء کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ معلم' متعلم اور نفس مضمون رسمی تعلیم کے اہم عناصر ہیں۔

(ii) غیر رسمی تعلیم (Non-Formal Education): اس میں مکمل طور پر تعلیمی اداروں کی بجائے ذرائع ابلاغ اور فاصلاتی تعلیم کے ذریعے معاشرہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس تعلیم کا مقصد زیادہ تر اُن افراد کو تعلیم دینا ہے جو باقاعدہ طور پر کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہ کر سکے ہوں۔ اس میں بہت حد تک نصاب تو طے کیا جاتا ہے مگر تعلیمی ادارے قائم نہیں ہوتے۔ اس طریقہ تعلیم میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ یہ ذریعہ تعلیم عام آدمی کو معاشرے میں شعوری زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے اور اس سے انسان کے کردار میں واضح تبدیلی کا عمل سامنے آتا ہے کیونکہ انسان سیکھنے کے عمل میں تقلید کا سہارا بھی لیتا ہے اور مہارتیں حاصل کرتا ہے۔

(iii) نیم رسمی تعلیم (Informal Education): نیم رسمی تعلیم کا آغاز ماں کی گود سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ تعلیم فرد باقاعدہ کسی تعلیمی ادارے سے حاصل کرنے کی بجائے اپنے والدین' گلی محلے' ماحول اور ہم عمر لوگوں سے سیکھتا ہے۔ یہ ہر لمحے اپنے گھر' مسجد اور دیگر محفلوں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ اس تعلیم کے کوئی باقاعدہ اصول نہیں ہوتے بلکہ نیم رسمی تعلیم کا دائرہ' رسمی اور غیر رسمی تعلیم کی نسبت بہت وسیع ہوتا ہے۔ یعنی مہد سے لحد تک یہ عمل جاری رہتا ہے۔ والدین اپنے ذاتی تجربات اپنے بچوں کو بتاتے ہیں جو بچے تک علم پہنچنے کا مؤثر ذریعہ ہے جسے ذہن نشین کر کے بچہ اپنی عملی زندگی میں بہت فوائد حاصل کرتا ہے۔

ٹیکسٹ بک کی مکمل حل شدہ آزمائشی مشق

کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☐ **ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔**

(1) بچے کا اوّلین مرکز ہے:
(الف) **گھر ✓** (ب) معاشرہ (ج) مسجد (د) مدرسہ

(2) معاشرے میں فرد کے مقام کا تعین کرنے کے لیے ضروری ہے:
(الف) دولت (ب) **تعلیم ✓** (ج) ذات (د) خاندان

(3) تعلیم کے وظائف میں شامل ہیں:
(الف) تہذیبی ورثہ کا تحفظ اور منتقلی (ب) معاشرتی زندگی کی تشکیل نو (ج) فرد کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل (د) الف' ب' ج تینوں ✓

(4) تعلیم کا سب سے بڑا مقصد ہے:
(الف) **فرد کے کردار میں مثبت تبدیلی ✓** (ب) ذاتی تسکین (ج) حصولِ ملازمت (د) معلوماتِ عامہ کا حصول

(5) نصاب کو نظام تعلیم میں کیا حیثیت حاصل ہے؟
(الف) لوازمہ کی (ب) ریڑھ کی ہڈی کی (ج) روح کی (د) الف' ب' ج تینوں ✓

(6) فرد کے کردار میں تبدیلی ہے:
(الف) تدریس (ب) نصاب (ج) تعلم ✓ (د) نظامِ تعلیم

(7) انسانی تجربات و مشاہدات سے اخذ کردہ مجموعہ معلومات ہے:
(الف) تعلم (ب) تدریس (ج) نظامِ تعلیم (د) نصاب ✓

(8) لفظ ایجوکیشن کون سی زبان سے ماخوذ ہے؟
(الف) لاطینی ✓ (ب) عربی (ج) عبرانی (د) یونانی

مختصر سوالات و جوابات

(Short Questions & Answers)

☆ **مختصر سوالات کے جوابات لکھیں۔**

سوال1: تعلیم انسانی شخصیت کی کن صلاحیتوں کے نکھار کا سبب بنتی ہے؟
جواب: (i) جسمانی صلاحیتیں (ii) ذہنی و فکری صلاحیتیں (iii) اخلاقی صلاحیتیں
(iv) روحانی صلاحیتیں (v) جذباتی صلاحیتیں (vi) معاشرتی صلاحیتیں

سوال2: اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کا کیا مقصد ہے؟
جواب: اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کا مقصد معاشرے کی نوخیز نسلوں کی تکمیل ذات، آداب معاشرت، اخلاق حسنہ اور صحیح تصور کائنات کی تربیت دینا ہے تاکہ انسان اپنے خالق، مالک اور رازق کو پہچان سکے۔

سوال3: عملِ تعلیم کے چار بنیادی عناصر تحریر کریں۔
جواب: (i) متعلم (ii) معلم (iii) نصاب (iv) تعلم

سوال4: اسلام میں پہلی وحی میں کس چیز کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا؟
جواب: علم، قلم اور پڑھنے کا ذکر کر کے تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا۔

سوال5: اصطلاح میں نصاب سے کیا مراد ہے؟
جواب: وہ تمام سرگرمیاں، مشاغل، تجربات، مشاہدات اور تحقیقات جو مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے تعلیمی ادارے کے اندر یا باہر ادارے کی نگرانی میں سرانجام پائیں۔

سوال6: رسمی تعلیم سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسی تعلیم جو باقاعدہ طور پر کسی تعلیمی ادارے میں طے شدہ نصاب کے مطابق مقاصدِ تعلیم کے حصول کے لیے دی جاتی ہے۔

سوال7: نیم رسمی تعلیم سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسی تعلیم جس میں باقاعدہ تعلیمی اداروں کی بجائے ذرائع ابلاغ اور فاصلاتی تعلیم کے ذریعے معاشرے کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

سوال8: غیر رسمی تعلیم سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسی تعلیم جس میں فرد باقاعدہ کسی تعلیمی ادارے کی بجائے اپنے والدین، ماحول، معاشرہ اور دوستوں سے سیکھتا ہے۔

سوال9: تعلیم کس زبان کا لفظ ہے؟ نیز کس نام سے ماخوذ ہے؟
جواب: تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے جو علم سے ماخوذ ہے۔

سوال10: تعلیم کون سا عمل ہے؟
جواب: حقیقت یہ ہے کہ تعلیم انسانی زندگی کے اُن تمام پہلوؤں کی مسلسل نشوونما اور بالیدگی کا عمل ہے جو انسان کی شخصیت کے نکھار اور اعلیٰ کمال کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

سوال11: افلاطون نے تعلیم کو کیسا عمل قرار دیا؟
جواب: افلاطون نے تعلیم کو صحت مند معاشرے کی تنظیم کا عمل قرار دیا۔

www.downloadclassnotes.com

سوال12: اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: اسلام میں تعلیم کی اہمیت، مقام اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وحی الٰہی کا آغاز لفظ ''اقراء'' یعنی ''پڑھ'' سے ہوا اور پہلی وحی میں علم، قلم اور پڑھنے کا ذکر فرما کر تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا۔

سوال13: علامہ اقبالؒ نے تعلیم کو کیا قرار دیا؟

جواب: ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے تعلیم کو تعمیر خودی اور تکمیل خودی قرار دیا ہے جو انسانی شخصیت کی تشکیل (Self-Actualization) کا دوسرا نام ہے۔

سوال14: تعلیم کے بنیادی عناصر میں سے چار کے نام لکھئے۔

جواب: تعلیم کے چار بنیادی عناصر یہ ہیں:

(i) متعلم (ii) معلم (iii) تعلم (iv) نصاب

سوال15: تعلیم کے ذریعے انسانی کردار میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کے نام لکھئے۔

جواب: (i) وقوفی تبدیلی (ii) تاثراتی تبدیلی (iii) مہاراتی تبدیلی

سوال16: تعلیم کے کتنے وظائف ہیں؟

جواب: ماہرینِ تعلیم نے تعلیم کے تین بنیادی اور اہم وظائف یہ بیان کیے ہیں:

(i) ثقافتی و تہذیبی ورثہ کا تحفظ منتقلی اور نشوونما (ii) فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

(iii) معاشرتی زندگی کی تشکیل نو

سوال17: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہاں کہاں مدارس قائم کیے اور اُن کے نام کیا ہیں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دارِارقم کے نام سے مکہ میں مدرسہ قائم کیا اور دوسرا صُفہ کے نام سے مدینہ میں مدرسہ قائم کیا اور ان مدارس میں علم حاصل کرنے والوں کے لیے تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔

سوال18: سقراط نے تعلیم کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا؟

جواب: سقراط کہتا ہے کہ تعلیم سچائی کی تلاش کے عمل کا نام ہے۔

سوال19: شاہ ولی اللہؒ تعلیم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شاہ ولی اللہؒ تعلیم کو خیر و شر میں تمیز کر کے خیر اپنانے اور شر کو دبانے کا عمل قرار دیتے ہیں۔

سوال20: تعلیم کیسا عمل ہے؟

جواب: تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے جس کا انتظام معاشرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ افراد معاشرے کا حصہ ہیں اور تعلیم افرادِ معاشرہ کے لیے ہوتی ہے تاکہ طالب علم تعلیم حاصل کر کے معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔

سوال21: تعلیم کی افادیت کسی ایک حدیث مبارکہ سے بیان کریں۔

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُطْلُبو العِلمَ مِنَ المَھدِ اِلَی اللَّحدِ'' ترجمہ: علم حاصل کرو پنگھوڑے سے قبر تک۔

سوال22: انسان کے اندر موجود صلاحیتیں کون کون سی ہیں؟

جواب: پروردگارِ عالم نے انسان کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اُن میں سے یہاں چند صلاحیتیں درج کی جاتی ہیں۔ جسمانی صلاحیتیں، ذہنی اور فکری صلاحیتیں، معاشرتی صلاحیتیں، جذباتی صلاحیتیں، اخلاقی اور روحانی صلاحیتیں۔

سوال23: کون سے دو عمل طالب علم کو صحت مند رکھتے ہیں؟

جواب: دو اعمال طالب علم کی صحت کو نہ صرف برقرار رکھتے ہیں بلکہ مسلسل بہتری کرتے ہیں: (i) جسمانی ورزش (ii) بھاگ دوڑ والی کھیلیں

سوال24: عمل تعلیم میں نصاب کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: عمل تعلیم میں نصاب کی حیثیت وہی ہے جو نظام مملکت میں آئین کی حیثیت ہے۔

سوال25: تعلیم کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: لفظ تعلیم عربی زبان کے لفظ ''علم'' سے نکلا ہے جس کے معنی جاننا، پہچاننا یا معلومات رکھنا کے ہیں۔ اس اعتبار سے تعلیم کے معنی ''پڑھانا'' اور سکھانا کے ہیں۔☆☆☆☆☆

www.downloadclassnotes.com